فیض احمد فیض اور محمود درویش کی مزاحمتی شاعری: ایک تقابل

Faiz' and Mehmoud Darwish's Resistance Poetry:AComparison

عارف حسین، پی ایچ ڈی سکالر،نمل اسلام آباد

عابد حسین سیال،ایسوسی ایٹ پروفیسر،نمل اسلام آباد

Abstract

Faiz Ahmed Faiz from Pakistan and Mahmoud Darwish from Palestine both are globally known for their resistance poetry. Darwish is regarded as the national poet of Palestin and Faiz is the most popular poet in modern era of Urdu literature. Both the poets won many national and international awards for their works. There is a range of themes and thoughts which is common in the works of both poets, however some differences and distinctions are also there. This article is an attempt to compare the poetry of Faiz and Darwish and to analyze commonalities and differences of both the poets.

Keywords:Mehmoud Darwish, Faiz Ahmed Faiz, Resistance Poetry

محمود درویش اور فیض احمد فیض میں چند چیزیں مشترک ہیں تو کئی جہات سے وہ دونوں ایک دوسرے سے مختلف بھی ہیں۔فیض احمد فیض کا شمار اردو کے نمائندہ شعراء میں ہوتا ہے جن کی شاعری میں کلاسیکیت اور جدیدیت کا ملاپ نظر آتا ہے۔جبکہ محمود درویش ایک عرب فلسطینی شاعر ہیں جو فلسطین کے قومی شاعر ہونیکا اعزاز بھی رکھتے ہیں۔ان کی شاعری میں بھی کلاسیکی عرب شاعری کے ساتھ ساتھ جدیدیت کیا ثرات بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔فیض احمد فیض اور محمود درویش ہم عصر شاعر ہونے کے ساتھ ایک دوسرے سے گہری وابستگی اور دوستی بھی تھی۔مزید یہ کہ فیض احمد فیض جہاں ترقی پسند تحریک سے وابستہ تھے یعنی مارکسی تھے وہاں محمود درویش بھی خود کو مارکسی تصور کرتے تھے۔یہ دونوں شعراانسانیت کا درد رکھنے والے تھے یہی وجہ ہے دونوں کی شاعری میں انسان دوستی چھلکتی نظر آتی ہے۔

فیض احمد فیض کی مزاحمتی شاعری کو ان زمروں اور جہات میں بیان کرسکتے ہیں: آمریت کی مخالفت میں مزاحمتی شاعری،استعماری طاقتوں کیخلاف مزاحمتی شاعری،مذہبی ظاہرداری اور جاگیرداری کیخلاف مزاحمت اور سماجی وطبقاتی استحصال کیخلاف مزاحمت۔ فیض احمد فیض کا شمار بنیادی طور پر ترقی پسند تحریک کیا دیبوں میں ہوتا ہے' جو مارکسزم کینظریے کا پرچار کررہے تھے۔فیض احمد فیض نے جب پاکستان کو دیکھا تو پاکستان کی حالت

کچھ ٹھیک نہیں تھی' پہلے پہل روزگار کے مسائل'مہاجرین کے مسائل' دفاعی نظام کی کمزوری الغرض پاکستان مشکلوں میں گھرا ہوا دیکھا' دوسری جانب اسلامی نظریہ کے بل بوتے پر حاصل کیا ہوا پاکستان میں جاگیرداری اور طبقاتی نظام کی جڑیں مضبوط ہونے لگی'فیض نے تاریخی اور سماجی اور مستقبل کا شعور رکھتے ہوئے ایک نظم آزادی پر لکھی۔فیض کی یہ نظم ان کی قیام پاکستان کے بعد کی شاعری میں مزاحمتی شاعری کے لیے مسالہ کی حیثیت رکھتی ہے۔اس نظم میں فیض نے "یہ داغ داغ اجالا"اور" شب گزیدہ سحر" کی تراکیب لاکر قیام پاکستان کے فوری بعد کیحالات کو بیان کیا۔

یہ داغ داغ اجالایہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظارتھاجس کا یہ وہ سحر تو نہیں(۱)

اس نظم میں مزاحمت ادبی چاشنی کے ساتھ ابھرتی نظرآتی ہے۔اس نظم کی روشنی میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ فیض کی شاعری میں صرف گھن گرج نہیں' بلکہ اس کی شاعری فکر کو بھی مہمیز دیتی ہے۔

فیض احمد فیض کی مزاحمتی شاعری کے پس منظر میں آمریت مضمر ہے۔یعنی فیض کی شاعری میں اگر مزاحمت کے پہلو نظر آتے ہیں تو اس کی وجوہات میں سے بنیادی وجہ مارشل لائی نظام ہے۔ نتیجے میں زبان پر مہریں لگ گئیں'لوح وقلم چھن گئے'اظہار کی آزادی عنقا بن گئی تو فیض نے جیل کی کوٹھڑی میں خون دل میں انگلیاں ڈبو کر پرورش لوح وقلم کی طرح ڈالی۔

ہم پرورش لوح وقلم کرتے رہیں گے
جودل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے
متاع لوح وقلم چھن گئی تو کیاغم ہے
کہ خون دل میں ڈبو لی ہیں انگلیاں میں نے (۲)

فیض کی شاعری میں انسانی اقدار کا رنگ نمایاں ہے۔دنیا میں جہاں کہیں طبقاتی تقسیم ہو'استحصال ہو'سماج میں معاشی جبر ہو ان تمام مسائل کو فیض نے اپنا موضوع سخن بنایا۔ ڈاکٹر محمد آصف اعوان کا کہنا ہے:فیض نے معاصر سیاسی صورتحال کی منظر کشی ہی نہیں کی بلکہ سماجی وطبقاتی کشمکش میں مبتلا عوام کیدکھ اور کرب کو بھی موضوع سخن بنایا(۳) فیض کی شاعری میں انہی لوگوں کے درد اور کرب کی کسک محسوس کی جاسکتی ہے۔

ناتوانوں کے نوالوں پہ جھپٹے ہیں عقاب
بازو تولے ہوئے منڈلاتے ہوئے آتے ہیں
جب کبھی بکتا ہے بازار میں مزدور کا گوشت
شاہراہوں پہ غریبوں کا لہو بہتا ہے
آگ سی سینے میں رہ رہ کے ابلتی ہے نہ پوچھ

اپنے دل پر مجھے قابو ہی نہیں رہتا ہے (۴)

فیض نے آمریت کی جہاں کھل مخالفت کی وہاں فیض نیعلامتی پیرائےمیں مزاحمتی رویہ اپنائے رکھا۔سنسر شب کا موسم تھا'اظہار پر تعزیریں تھیں' قلم پر پابندیاں تھیں'اس وجہ سے فیض احمد فیض نے علامت کا سہارا لیا۔فیض کی علامتیں غیر مانوس اورانفرادی نہیں ہیں'فیض نے کلاسیکی علامتوں کا سہارا لیا ہے۔اگر معمولی سی فکر کیساتھ فیض کیعہد کو دیکھتے ہوئے فیض کی شاعری کا مطالعہ کیا جائے تو فیض کی علامتوں پر مشتمل شاعری کی بہ آسانی تفہیم ہوسکتی ہے۔اس حوالے سے فیض کی نظم "بول" قابل ذکر ہے۔

فیض احمد فیض سیاسی اورسماجی شعوررکھنیوالے شاعر ہیں۔ان کی شاعری میں جہاں غم جاناں کا برملا اظہار ہے وہاں فیض کی شاعری میں "تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے" کی کیفیتیں بھی پائی جاتی ہیں۔اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فیض کی شاعری میں ایک ارتقاء پایا جاتا ہے پہلے فیض رومان کی طرف راغب رہے' پھر "مجھ سے پہلی سی محبت میری محبوب نہ مانگ" جیسے تقاضے کر کے مارکسی فکر کا ابلاغ کرتیپر آمادہ ہوجاتے ہیں۔

ان گنت صدیوں کیتاریک بہیمانہ طلسم
ریشم واطلس وکمخواب میں بنوائے ہوئے
جا بہ جا بکتے ہوئے کوچہ و بازار،میں جسم
خاک میں لتھڑے ہوئے خون میں نہائے ہوئے
لوٹ جاتی ہے ادھر کوبھی نظرکیا کیجئے
اب بھی دلکش ہے ترا حسن مگر کیا کیجئے
اوربھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اوربھی ہیں وصل کی راحت کیسوا
مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ (۵)

فیض احمد فیض کی مزاحمتی شاعری کا ایک اور پہلو استعمار مخالف شاعری ہے۔عالمی سامراج کی چیرہ دستیوں کو خوب خوب پہچانتے ہوئے تیسری دنیا کے افتادگان خاک کی اس طرح دل جوئی بھی کرتے ہیں۔عبدالرؤف ملک کا کہنا ہے:

"مزاحمتی ادب وشعر کی تخلیق اُن ملکوں کے ادیبوں اورشاعروں کا خاصہ رہا ہے۔جو غیر ملکی استعماریت کا شکار رہے۔کیونکہ مغربی ممالک کو اس صورت حال کا سامنا نہ تھا۔اس لیے وہاں کے ادب میں ہمیں ظلم و جبر اور استبداد کی وہ منظر کشی نہیں ملتی جیسی افریقہ وایشیا کے ملکوں کے ادب،شعر میں عام طور پر نظر آتی ہے"(۶)

احمد ندیم قاسمی کا کہنا ہے:

"فیض کو سامراج سے نفرت ہے، سرمایہ داری اور جاگیرداری سے نفرت ہے، غلامی اور محکومی سے نفرت ہے، گنے چنے انسانوں کے ہاتھوں کروڑوں انسانوں کے سفاکانہ استحصال سے نفرت ہے، جبر وظلم سے نفرت ہے، اتنی بہت سی نفرتیں جب اظہار پاتی ہیں تو شاعری میں چیخوں اور فریادوں سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی۔مگر فیض کے ہاں شور کی کوئی کیفیت ہی نہیں۔ دراصل ان سب نفرتوں پر فیض کی بنی نوع انسان سے محبت آسمان کی طرح چھا گئی ہے۔ یہ ساری نفرتیں فیض کی ہمہ گیر انسان دوستی کی لپیٹ میں آتی ہیں اور یوں فیض کی مقصدی شاعری اس اعلیٰ معیار کی شاعری ہے جس کے علاوہ کوئی اور معیار ابھی تک انسانی ذہن کو سوجھا ہی نہیں (۷)

جب جلاوطنی اختیار کرجاتے ہیں تو فیض ذہنی اورفکری ارتقاء حاصل کر کے تیسری دنیا کی حمایت میں اوراستعماری طاقتوں کی مخالفت میں مزاحمتی شاعری کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔فیض کی شاعری خاص کرنظموں کا مطالعہ کیا جائے توان کی کئی نظمیں استعمار کی مخالفت میں نظر آتی ہیں۔اس حوالے سے ان کی نظم آجاؤافریقا'ویتنام'بیروت'دعا'لوح'مرثیہ'ایرانی طلبہ کے نام'اور"ہم جوتاریک راہوں میں مارے گئے" جیسی نظمیں قابل ذکر ہیں۔

فیض کی شاعری کا ایک اوراہم محور فلسطین رہا ہے۔ بیروت میں قیام کے دوران فیض نے عملی میدان میں بھی فلسطینیوں کا ساتھ دیا۔ان کا حوصلہ بڑھاتے رہے۔فلسطین کوفیض اپنا دوسرا گھر سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ فیض نے" میر یزخموں نے کئے کتنے فلسطین آباد" جیسے مصرعے استعمال کر کے فلسطین سے گہری وابستگی کا اظہار کیا اور بحثیت مسلمان وبحثیت ظلم کے مخالف ہونے کیناتے اسرائیل کی مخالفت کی اور فلسطینیوں کا ساتھ دیا۔

ہم جیتیں گے
حقا ہم جیتیں گے
قد جاءالحق وزھق الباطل
فرمودہ رب اکبر(۸)

فیض احمد فیض دین کے خلاف نہیں ہے بلکہ فیض دین کالبادہ اوڑھ کردین کا چہرہ مسخ کرنے والے مفتیوں کے خلاف ہیں جنہیں دین سے صحیح آشنائی نہیں جواپنے ذاتی اورمسلکی مفادات کوسامنے رکھتے ہوئے آمریت کے دسترخوان کی ہڈیاں چباتے ہیں اور یہ کہ یہی نام نہاد مفتی آمریت کے حاکم بنے رہنے کوجواز بھی فراہم کرتا ہے اور بیگناہوں کوخون میں غلطاں کرانے میں بھی انہی ظاہر پرست مفتیوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔البتہ یہاں وہ مفتی مرادنہیں جن کے دن اوررات اسلام کی تبلیغ میں گزرتے ہیں'جن کا اوڑھنا بچھونا اسلام ہوتا ہے' پیٹ نہیں ہوتالہذا فیض بھی ریاکار'مفاد پرست اورآمریت کی پشت پناہی کرنے والے مفتیوں کے خلاف کاٹ کرتے ہوئے مزاحمتی شاعری کرتے نظرآتے ہیں تا کہ معاشرے سے مذہبی اجارہ داری کا خاتمہ ہو'ریاکاری کا قلع قمع ہوسکے'اور یہ کہ اسلام

کا اصل چہرہ لوگوں کیسامنے آشکار ہو سکے۔فتح محمد ملک کا کہنا ہے:

''فیض کے لیے سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اس کے محبوب وطن میں خدا کا نام لے کر خدا کی مخلوق کا استحصال کیا جاتا ہے۔فیض شیخ، ناصح، واعظ، اور زاہد کی ٹھیکیداری سے سخت نالاں، جو سادہ دل بندوں کو ورغلائے ہوتے انھیں حالات پر صابر شاکر رہنے یا بالفاظ دیگر ظلم سہنے کی تلقین کرتے۔۔فیض بھی خاصان زمین کی حکمتِ فرعونی اور مفتی دین کی پیروی کذب وریا کے خلاف بغاوت کا درس دیتے ہوئیدل کو مصفا دیکھنے کی تمنا کرتے ہیں۔انہیں یقین ہے کہ لوح دل مصفا ہوتے ہی اس پر سے ظل الٰہ کی اطاعت کا صدیوں پرانا نقش محو ہو جائے گا(۹)

اس حوالے سے فیض کے یہ اشعار قابل دید ہیں:

پھر دل کو مصفا کرو 'اس لوح پہ شاید
مابین من وتو نیا پیماں کوئی اُترے
اب رسم ستم حکمت ِخاصان زمین ہے
تائیدِستم مصلحتِ مفتی دیں ہے(۱۰)

یوں فیض احمد فیض کی شاعری میں ظاہر داریت کے خلاف بھی مزاحمتی شاعری دیکھی جا سکتی ہے۔ظاہر داریت کے مزاحمتی شاعری کے لیے محتسب 'فقیہہ 'شیخ اور مفتی جیسے مذہبی کردار کا سہارا لیا۔یہ الفاظ اگر چہ کلاسیکی اردو شاعری کے لفظیات ہیں لیکن فیض احمد فیض نے ان الفاظ کے ذریعے مولویوں کے ہاتھوں عوام کے استحصال پر کاٹ کیا وہاں مذہبی لبادے میں ظلم و جبر کی حکومت قائم کرنے والے بنیاد پرست لیڈروں پر کڑی تنقید کی ہے۔پروفیسر ممتاز حسین کا کہنا ہے:"فیض کی شاعری میں ایک روایت قیس کی ہے تو دوسری منصور کی"ہمیں سے سنت منصور وقیس زندہ ہے" فیض نے ان دونوں روایات کو اپنی شاعری میں کچھ اس طرح سمو لیا ہے کہ ان کی شاعری بذات خود ایک روایت بن گئی ہے"(۱۱)

ان کی مزاحمتی شاعری میں رومانوی کسک بھی موجود ہے'اس حوالے یہ کہا جا سکتا ہے کہ فیض بنیادی طور پر رومانوی سیاسی شاعرتھیان کی شاعری میں رومان وانقلاب کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔

فیض احمد فیض کی ابتدائی شاعری کلاسیکی شاعری کی ہی روایت کا حصہ ہے'اسی طرح محمود درویش کی ابتدائی شاعری بھی کلاسیکی عرب شاعری کی تقلید ہے۔محمود درویش بھی فیض کی طرح مارکسی شاعر تھے'وہ اسرائیل میں مارکسی پارٹی راکھا کے رکن بھی رہے۔فیض طرح انہوں نے بھی "لوٹس" کی بھی ادرات کی۔محمود درویش فیض کی طرح سیاسی شاعر تھے۔انہوں نے باقاعدہ طور پر سیاست میں حصہ لیا اور یاسر عرفات کا دایاں بازو بنے رہے بعد ازاں اوسلو معاہدہ پر اختلاف کی وجہ سے علحدگی کا اعلان کیا۔فیض احمد فیض پاکستان میں مارکسی نظریات کیفروغ نہ پانے کی وجہ سے خائف رہے تو انہوں نیمزاحمتی شاعری کا رخ کیا اسی طرح محمود درویش آزادی کے ساتھ اپنے ملک

میں رہنے کا موقع میسر نہیں آیا تو زمانہ طالب علمی میں مزاحمتی شاعری میں پناہ لی۔محمود درویش کی مزاحمتی شاعری کو کئی جہات میں تقسیم کر سکتے ہیں:فلسطین پر مشتمل مزاحمتی شاعری،استعماری قوتوں کیخلاف مزاحمتی شاعری،معاشرتی رویوں اور طبقاتی نظام کیخلاف مزاحمتی شاعری۔

> محمود درویش کی مزاحمتی شاعری کا بنیادی محور فلسطین ہے وہ فلسطین کی آزادی اور فلسطین میں قیام امن کے لیے انقلابی نغمے گاتے رہے۔محمود درویش کو کبھی جلاوطن کیے 'تو کبھی قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا رکھا لیکن ایک متعہد شاعر ہونے کے ناتے فلسطین سے وابستگی کو دشمن طاقتیں ختم نہ سکیں۔فاروق حسن کا کہنا ہے:"اس نے (محمود درویش) نے اپنے ہم وطن فلسطینیوں کو پیش آنے والی تمام تکالیف اور اذیتوں کے خلاف اپنی شعری آواز بلند کی ہے۔اس نے جھلسا دینے والی نظمیں تحریر کی ہیں"(۱۲)

محمود درویش فلسطین سے حد درجہ انسیت رکھتا ہے اور اس قدر فلسطین سے قرب حاصل کرتا ہے کہ جہاں من وتو کا فرق بھی مٹ جاتا ہے جہاں سے من تو شدی تو من شدم کی کیفیت جنم لیتی ہے۔یعنی محمود درویش فلسطین بن جاتا ہے اور فلسطین محمود درویش بن جاتا ہے۔

> خذینی این ماکنت/ خذینی؛ کیفما کنت/فلسطینۃ العینین والوشم/فلسطینۃ الاسم/فلسطینۃ المندیل والقدمین والجسم/فلسطینۃ الکمات والصمت/فلسطینۃ الصوت/فلسطینۃ المیلا دوالموت(۱۳)
>
> ترجمہ:لوٹ آؤ/تم اب جہاں بھی ہو/ جو کچھ بھی بن گئی ہو/تمہاری آنکھیں فلسطینی ہیں/تمہارا نام فلسطینی/تمہارے خواب وخیال،تمہارا بدن،تمہارا پیپر/تمہاری چپ تمہارے بول/تم حیات میں بھی فلسطینی ہو/موت میں بھی فلسطینی رہوگی(۱۴)

محمود درویش کی شاعری اپنی جگہ ایک محاذ جنگ ہے۔جس میں مقاومت کے ساتھ مبارزت اور رجز خوانی بھی ہے۔وہ اپنے آپ کے عربی ہونے پر فخر کرتے ہیں' گویا وہ اپنی تہذیب اور ثقافت کے دلدادہ ہیں'عرب ہونے'اور شتکار ہونے کو عار محسوس نہیں کرتے بلکہ ان کو اپنی پہچان قرار دیتے ہیں اور بغیر تیر وتلوار کے لڑنا بھی فلسطینی جانتے ہیں۔گو کہ مزاحمت فلسطینیوں کے پورے وجود میں گوندی ہوئی ہے۔ان کو مزاحمت کے راستے سے کوئی نہیں ہٹا سکتے۔محمود درویش اپنی ایک نظم" مردوں کے لبیترانہ" میں لکھتے ہیں:

> نعم!عرب
>
> ولانخجل
>
> ونعرف کیف نمسک قبضۃ المنجل
>
> وکیف یقاوم الاعزل(۱۵)
>
> ترجمہ:ہاں،ہم عرب ہیں اور غیر نادم ہیں

ہمیں درانتی چلانی آتی ہے
ہمیں معلوم ہے ایک بیدست و پا
مزاحمت کیسےکیا کرتا ہے(۱۶)

آزادی فلسطین کے لیے مزاحمتی شاعری کا سہارا لے کر طاغوت کو للکارتے رہے اور یہاں تک کہہ دیا کہ بیڑیاں جتنی سخت کر سکو کر گزرو' کتابوں اور تمبا کو سےمحروم رکھو' خون دل میں انگلیاں ڈبو کر' زنجیروں میں جکڑ کر' جیل میں' اصطبل میں' حمام میں مجمع عام میں جلوت اور خلوت میں بھی آزادی کے نغمے گاتا رہوں گا۔محمود درویش اپنی ایک نظم "تحد" میں اس طرح گویا ہوئے ہیں:

شدو وثاقی/ وامنعو عنی الدفاتر/ والسجائر/ وضعوالتراب علی فمی / فالشعر دم القلب/ ملح الخبز / ماءالعین/ یکتب بالاظافر/ والمحاجر/ والخناجر(۱۷)

ترجمہ: بے شک میرے ہاتھ پیچھے باندھ دو' مجھ سے کتابیں اور سگرٹ چھین لو' میرے منہ میں مٹی بھی بھر سکتے ہو' مگر شعر میرے دل میں دھڑکتا ہوا خون ہے' میری روٹی کا نمک ہے' میری آنکھ کا پانی ہے' یہ ناخنوں' پلکوں اور خنجروں سے لکھا جائیگا' غسل خانے میں بھی' اور اصطبل میں بھی گنگناتا رہوں گا' کوڑوں کے نیچے بھی شعر ہوتے رہیں گے' ہتھکڑی کے درمیان بھی' زنجیروں کی جھنکار گاتی رہے گی' میرے اندر لاکھوں بلبلیں ہیں' جو تجھے ترانے سناتی رہتی ہے(۱۸)

محمود درویش کی شاعری میں استعمار مخالف شاعری بھی نظر آتی ہے۔ان کی شاعری کے مطالعہ سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ استعماری طاقتیں کئی عرصے سے منڈی کی تلاش میں رہی ہیں اور منڈی کو تلاشنے کے بعد نوآبادیات مملکتیں وجود میں لائی گئیں۔وہاں کے ذخائر اور وسائل کو اپنے قبضے میں لیے' یہ سلسلہ اب بھی توسیعی شکلوں میں قائم ودائم ہے۔البتہ اس کا اسلوب اور طریقہ کار ہر دور میں مختلف رہا ہے۔

الجزائر' یمن' اسوان' والگا' کانگو اور جارڈن اور فرات کے کنارے میں ہونے والے مظالم میں مظلوموں کے ساتھ آزادی کی امید دلاتے ہوئے اظہار یکجہتی ان الفاظ کے ساتھ کر رہے ہیں۔

لاتقل لی/لیتنی بائع خبز فی الجزائر/ لاغنی مع ثائر/ لاتقل لی/لیتنی راعی مواش فی الیمن/ لاغنی لانتفاضات الزمن لاتقل لی/لیتنی عامل مقھی فی ھفانا/ لاغنی لانتصارات الحزائی/ لاتقل لی/لیتنی اعمل فی اشوان حمالاصغیر/ لاغنی للصخور/ یاصدیقی/لن یصیب النیل فی الفولغا/ ولاالکونغو ولاالاردن فی نھرالفرات/کل نھر ولہ نبغ ۔۔۔ ومجری ۔ وحیاۃ یاصدیقی۔۔۔ارضالیست بعاقر/کل ارض ولھا میلادھا کل فجر ولہ موعد ثائر(۱۹)

ترجمہ: مت کہو مجھ سے/ کہ میں ہوتا الجزائر میں اگر میں اور ہوتی نان کی میری دُکان/ پھر میں گاتا باغیوں کے ساتھ گیت/ مت کہو مجھ سے/ کہ ہوتا گر یمن میں گلہ بان/ پھر میں گاتا وقت کی لرزہ

براندازی کے گیت/مت کہو مجھ سے/کہ ہوتا میں ہوانا کے کسی کیفے میں اک ویٹر اگر/ پھر میں گاتا غم

کی ماری عورتوں کے واسطے نصرت کے گیت (۲۰)

محمود درویش کی شاعری میں براہ راست مزاحمتی شاعری ملتی ہیں وہاں فیض کی طرح علامتی شاعری بھی ملتی ہے۔انہوں نے اپنی نظموں میں یونانی اساطیری کردار (جیسیا وڈیسیس 'پینیلو پیا اور ہیچس) کو بطور علامت جگہ دی ہیں۔وہ اپنے آپ کو اوڈیسیس سمجھتا ہے۔فلسطین کو پینے لو پیا' گردانتے ہیں۔جس طرح ہومر کی اوڈیسی میں اوڈیسیس اپنے وطن کی تلاش میں سرگرداں ہے"یہ جہاں گرد کی واپسی" کی کہانی ہے۔بالکل اسی طرح محمود درویش اپنی پینے لو پیا (ارض فلسطین) کے لیے دردر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔اس کیعلا وہ صلیب بھی محمود درویش کی پسندیدہ علامت ہے۔

من غابة الزیتون/ جاء الصدیٰ/ وکنت مصلوبأعلی النار اقول للغر بان لا تنھشی/فر بما ارجع للدار۔۔/

انزل یوما عن صلیبی/ تر ی/ کیف اعود حافیاعاری؟ (۲۱)

اس نظم میں محمود درویش خود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح مصلوب سمجھتے ہیں'یہاں پر صلیب کا لفظ 'مشقت 'جدوجہد کے ساتھ فتح کی علامت کے طور پر استعمال ہوا ہے۔یعنی جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب (عیسائیوں کیمطابق) ترک جا پہنچے بالکل اسی طرح محمود درویش بھی بغیر ملک وطن کے مصلوب رہا۔ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ نزول کریں گے'بالکل اسی طرح محمود درویش کا وطن بھی اغیار کیصلیب سے آزادی حاصل کرے گا۔

فیض احمد فیض کی شاعری میں آمریت 'استعمار'طبقاتی نظام 'مذہبی اجارہ داری اور ظاہرداری کے خلاف مزاحمتی جہاں ملتی ہے وہاں فلسطین کی حمایت میں انقلابی شاعری بھی ملتی ہے جو کہ مزاحمت سے آگے کی طرف ایک قدم ہے۔اسی طرح محمود درویش کی مزاحمتی شاعری کا محور فلسطین ہے۔البتہ انہوں نے استعمار مخالف شاعری بھی کی ہے۔

حواشی:

۱۔ فیض احمد فیض،نسخہ ہائے وفا (لاہور: مکتبہ کارواں،۱۹۷۴ء)،ص۲۶۔

۲۔ محولہ بالا،ص۳۰

۳۔ محمد آصف اعوان،ڈاکٹر،دیدہ معنی کشا،لاہور،اظہار سنز،۲۰۱۳،ص۵

۴۔ فیض احمد فیض،نسخہ ہائے وفا،ص۲۶

۵۔ محولہ بالا،ص۷۷،۸۷

۶۔ عبدالرؤف ملک،فیض:ایک سازشی شاعر،مشمولہ: فیض شناسی،پاکستان اسٹڈی سنٹر،جامعہ

کراچی،اپریل،۲۰۱۱ء،ص ۴۶

۷۔ آئی،اے، رحمان، فیض کی عالمی استعمار کیخلاف جد وجہد، شیخ عبد الرشید (مرتب)،موجودہ عالمی استعماری صورتحال اور فیض کی شاعری، یونیورسٹی آف گجرات،، مارچ ۲۰۱۱ء،ص ۵۶

۸۔ فیض احمد فیض،نسخہ ہائے وفا،غبار ایام،ص ۳۲

۹۔ فتح محمد ملک،فیض شاعری اور سیاست،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۸ء،ص ۱۸۱

۱۰۔ فیض احمد فیض،نسخہ ہائے وفا،سر وادی سینا،ص ۲۵

۱۱۔ ممتاز حسین، پروفیسر،ادب اور شعور کراچی: ادراہ نقد ادب،۱۹۹۲ء،ص ۴۲۲

۲۱۔ فاروق حسن، مترجم:محمود درویش اپنی زمین کی تلاش میں،ص ۹

۳۱۔ محمود درویش،عاشق من فلسطینیمؤ سہ محمود درویش، دار النشر ،عمان،۳۱۰۲ء،الطبعۃ الاولی،ص ۵۱

۴۱۔ www.express.pk۱۲اپریل۹۰۱۲ء،20pm:2

۵۱۔ محمود درویش، عاشق من فلسطین،ص ۸۵

۶۱۔ فاروق حسن، مترجم:محمود درویش اپنی زمین کی تلاش،قوسین،لاہور،طبع اول،۵۱۰۲ء،ص ۲۷

۷۱۔ محمود درویش، عاشق من فلسطین،،ص ۳۷

۸۱۔ منو بھائی،فلسطین فلسطین (محمود درویش کی انقلابی شاعری) سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۴۹۹۱ء،ص ۲۷

۹۱۔ محمود درویش،اوراق الزیتون،مؤ سہ محمود درویش،دار النشر ،عمان،۳۱۰۲ء،الطبعۃ الاولی،ص ۳۵

۰۲۔ محمود درویش،"خواہش"مترجم ضمیر احمد،مشمولہ دوسروں کی شاعری،کراچی،شہرزاد،۱۰۰۲ء،ص ۴۸۱

۱۲۔ محمود درویش،عاشق من فلسطین،صوت من الغابۃ،۶۶۹۱،ص ۲۷

مآخذ:

۱۔ فیض احمد فیض،نسخہ ہائے وفا(لاہور: مکتبہ کارواں،،۱۹۷۴ء)

۲۔ محمد آصف اعوان،ڈاکٹر،دیدہ معنی کشا،لاہور،اظہار سنز،۳۱۰۲

۳۔ عبدالرؤف ملک،فیض:ایک سازشی شاعر،مشمولہ: فیض شناسی،پاکستان اسٹڈی سنٹر،جامعہ کراچی،اپریل،۱۱۰۲ء

۴۔ آئی،اے، رحمان، فیض کی عالمی استعمار کیخلاف جد وجہد، شیخ عبد الرشید (مرتب)،موجودہ عالمی استعماری صورتحال اور فیض کی شاعری، یونیورسٹی آف گجرات،، مارچ ۱۱۰۲ء

۵۔ فتح محمد ملک،فیض شاعری اور سیاست،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۸۰۰۲ء

۶۔ ممتاز حسین، پروفیسر،ادب اور شعور،ادراہ نقد ادب،کراچی،۲۹۹۱ء

۷۔ فاروق حسن، مترجم: محمود درویش اپنی زمین کی تلاش میں
۸۔ محمود درویش، عاشق من فلسطین مؤ سہ محمود درویش، دار النشر ،عمان،۳۱۰۲ء، الطبعۃ الاولیٰ
۹۔ www.express.pk،۹۰۱۲ء اپریل ۱۲، 12:20pm
۱۰۔ فاروق حسن، مترجم: محمود درویش اپنی زمین کی تلاش، قوسین، لاہور، طبع اول، ۵۱۰۲ء
۱۱۔ منو بھائی، فلسطین فلسطین (محمود درویش کی انقلابی شاعری) سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۴۹۹۱ء
۱۲۔ محمود درویش، "خواہش" مترجم ضمیر احمد، مشمولہ دوسروں کی شاعری، کراچی، شہرزاد، ۱۰۰۲ء
۱۳۔ محمود درویش، عاشق من فلسطین، صوت من الغابۃ، ۶۶۹۱